قرآن میں کامیابی کا تصور

ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی

کامیابی ایک دلکش اور خوش نما لفظ ہے۔ اسی لیے یہ ہر مکتبہ فکر کے علمبردار اور ہر فکر و نظر کے حاملین کی سعی و کاوش کا مرکز توجہ بنتا ہے۔ بنی نوع انسان کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو کامیابی کے حصول کا خواہشمند نہ ہو یا جس کے یہاں اور دیگر چیزوں کے مقابلے میں اس کی اہمیت و افادیت کم ہو۔ چنانچہ ایک طرف اس مادی اور غیر مستقل دنیا میں فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے کے لیے طرح طرح کے ذرائع و وسائل کام میں لائے جاتے ہیں اور دوسری طرف کہیں مکتی، کہیں نروان، اور کہیں رضائے الٰہی کے تحت قوانین و ضوابط عملی زندگی میں نافذ کیے جاتے ہیں۔

دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام میں دنیا کی بے ثبات زندگی اور اس زندگی کے بعد ابدی دنیا کی لازوال زندگی سے متعلق افکار و عقائد بہت واضح اور روشن ہیں۔ قرآن پاک کا تصور فلاح اور دنیا و آخرت میں اس کے خوش آیند ثمرات و نتائج سمجھنے کے لیے تصور فلاح سے متعلق دوسرے نقطہ ہائے نظر سامنے آجائیں تو اسلام میں کامیابی کے تصور کی وسعت و ہمہ گیری واضح ہو جاتی ہے۔

۱۔ کامیابی سے متعلق ایک تصور وہ ہے جو مادی تصور سے عبارت ہے۔ یہ تصور ”بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست“ کا ترجمان ہوتا ہے۔ مال و اولاد کی کثرت و فراوانی، فلک بوس عمارتیں، دلکش شاہراہیں، شاندار شاپنگ سنٹرز، جدید طرز کی دعوت نظارہ دیتی ہوئی گاڑیاں اور دیدہ زیب سڑکیں یہی کامیابی و کامرانی کے مظاہر و علامات ہیں۔ یہی طرز فکر مشرکین مکہ کا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت دین پر چلنے کے نتیجے میں کامیابی کی ضمانت دے رہے تھے تو عناد و سرکشی میں وہ کہتے تھے وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ (السبا ۳۴:۳۵) انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ ”ہم تم سے زیادہ اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں۔“

اس مادی اور مشرکانہ تصور کامیابی کے کڑوے اور کسیلے ثمرات سے یہ دنیا ظلم و عدوان اور وحشت و درندگی کا مسکن بن جاتی ہے، قوت و طاقت کی حکمرانی ہوتی ہے، اخوت و محبت اور ہمدردی و غمگساری بلکہ اخلاقیات کی ساری قدریں پامال ہو جاتی ہیں۔ نفرت کی بھٹی میں پسنا اور انسانیت کش اخلاق و عادات کا فروغ پانا اور تصادم و آویزش سے دنیا کی اس بزم کو رزم گاہ میں بدل دینا اس تصور کامرانی کے وہ نتائج ہیں جن کی ہیبت ناکیوں سے انسانیت کا لبادہ عظمت تار تار ہو جاتا ہے اور وہ

الامان والحفیظ کی صدائیں بلند کرنے لگتی ہے۔

دنیا سے متعلق دوسرا طرزِ فکر زہد و ترک دنیا کا ہے۔ اس کے مطابق دنیا مصائب و مشکلات کی آماجگاہ قرار دی جاتی ہے۔ ان سے نجات پانے کے لیے مذہبی اور اخلاقی قوانین و ضوابط پر مشتمل ایک نظام مرتب کیا جاتا ہے۔ اگر اس نظام کو عملی زندگی پر کماحقہ جاری و ساری کر لیا جائے تو ایک انسان کامیابی کی منزل مقصود سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اس تصور فلاح کے تحت ترک دنیا لازم آتا ہے جسے قرآن پاک نے شان ایمان و اسلام کے منافی قرار دیا: وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (الحدید ۵۷: ۲۷) اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

کامیابی کے متعلق ایک تیسرا نقطہ نظر ہے جسے موحدانہ یا خدا پرستانہ نقطہ نظر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے تحت ہم دیکھیں گے کہ مومن کے لیے دنیا کی کیا حیثیت ہے اور آخرت کی حقیقت کیا ہے؟ کیا دنیا یا سامان دنیا بندہ مومن کے لیے محبوب متاع ہے یا اسے شجر ممنوعہ قرار دیا گیا ہے؟ اگر وہ دنیا یا اسباب دنیا کو استعمال کرتا ہے تو کس نقطہ نظر سے اور کس حد تک؟ اگر دنیا کی کامیابی بھی کامیابی ہے تو آخرت کی کامیابی کی کیا حقیقت ہے اور کیا ایک مومن کے شایان شان ہے کہ وہ اس دنیا کی کامیابی کے لیے بھی فکرمند رہے؟

مخلوقات ارضی و سماوی میں انسان کی حیثیت بہت ممتاز و نمایاں ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اشرف المخلوقات کا درجہ پانے والے انسان کی خدمت گار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کائنات کی تمام اشیا پر قوت تسخیر عطا کی: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ (الجاثیہ ۴۵: ۱۳) اس نے زمین اور آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمھارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں پوری کائنات کے لیے انسان کو پروانہ تسخیر عطا کیا وہیں دنیا اور سامان دنیا کی حقیقت بھی واضح کر دی۔ فرمایا: اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (الحدید ۵۷: ۲۰) خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمھارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ ایک جگہ دنیا کی پرفریب چالوں سے قرآن پاک متنبہ کرتا ہے: فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۔ (لقمٰن ۳۱: ۳۳) پس یہ دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکہ دینے پائے۔ ایک حدیث کے مطابق: آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ایسی ہی نسبت ہے جیسے سمندر میں کوئی اپنی انگلی ڈالے اور دیکھے کہ اس پر کیا تری لگی ہوئی ہے۔ (ترمذی)

قرآنی تعلیمات اور فرمودات نبوی ؐ کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ دنیا نہ ہی مصائب و مشکلات کا

ٹھکانہ ہے جس سے دور بھاگا جائے اور نہ ہی ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جسے بے خوف و خطر تمام حدود و قیود کو پامال کر کے اپنانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ مومن کی اصل منزل آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بندہ مومن کو توشہ آخرت کی فراہمی کے لیے فکرمندی کی تعلیم و تلقین کی ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ، (الحشر ۵۹: ۱۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ سورۃ الصف میں اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب سے نجات کی تجارت کے لیے ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کو ذریعہ بتایا ہے جو حقیقی کامیابی کی ضمانت دے دیتے ہیں۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمھیں عذاب الیم سے بچا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمھارے گناہ معاف کر دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمھیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ (الصف ۶۱: ۱۰، ۱۱، ۱۲) ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ یُّصْرَفْ عَنْہُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَہٗ، وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ۔ (الانعام ۶: ۱۶) اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔ مرد مومن جب اپنی توجہات کا ہدف آخرت کی فوز و فلاح کو بنالیتا ہے تو وہ ہر شعبہ زندگی اور ہر گوشہ عالم میں اللہ و رسول کی اطاعت کو ہی سرمایہ زیست قرار دیتا ہے۔ دوستوں کی محفلوں میں، ذکر الٰہی کی مجلسوں میں گھر کے اندر اور مسجد و مدرسہ کی چار دیواری میں اور حق و باطل کی رزم گاہ میں کبھی بھی حق و صداقت کی شاہراہ سے گریز نہیں کرتا اور اپنی تمام تر سعی و جہد کا گوہر مقصود رضائے الٰہی کے حصول کو قرار دیتا ہے۔ قرآن کے مطابق رضائے الٰہی کی بیش بہا نعمت کا جو شرف جسے مل گیا وہ دراصل عظیم کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو گیا: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ، ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (التوبہ ۹: ۷۲) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انھیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

آخرت کی ابدی نوازشوں کے پیش نظر، اس چند روزہ زندگی میں خوشحالی و کامرانی اور عزت و سربلندی کا کوئی تصور بھی کیا مومن کی شان ایمان و اسلام کے منافی ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دراصل چند روزہ زندگی میں ایک مومن کو جو عزت و توقیر ملتی ہے وہ خالق دوجہاں کی نوازش و کرم کا مظہر ہے۔ بلکہ قرآن پاک کے فرمان کے مطابق عزت و عظمت اور خیر و حسن بھی اس فانی و بے ثبات دنیا میں مومن کی طلب و جستجو کا موضوع بن جاتا ہے۔ ایک بندہ بارگاہ رب العزت میں سرنیاز خم کرتا ہے اور دست بدعا ہوتا ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرہ ۲: ۲۰۱) اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور

آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ انبیا کی دعوت و تبلیغ کی قرآنی سرگذشتوں کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے اپنی قوم کو یقین دلایا کہ لوگو! اگر اللہ واحد کی عبادت و پرستش کی ضمانت دے دو تو اللہ تعالیٰ تمھارے اس عمل کے نتیجے میں آخرت کی کامیابی عنایت فرمائے گا اور اس دنیا کے اندر بھی تمھیں اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھے گا۔ مثال کے طور پر حضرت نوحؑ کی دعوت و تبلیغ کی روداد پیش نظر رکھی جائے۔ آپ پرسوز اور پراصرار لہجے میں اپنی قوم سے گویا ہوتے ہیں: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔ (نوح ۷۱: ۱۰، ۱۱، ۱۲) میں نے کہا "اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پرآشوب اور پرفتن حالات میں مشرکین مکہ کو دعوت اسلام پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے لوگو! اگر تم لا الہ الا اللہ کہہ دو تو فلاح و کامرانی تمھارے قدم بوس ہوگی۔ یہاں دین و دنیا دونوں جہاں کی سعادت و کامرانی مقصود تھی۔ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات بھی اور کامیابی کا وہ تصور بھی مستحضر تھا جسے اہل مکہ ذہن و دماغ میں بسائے ہوئے تھے۔ قرآن میں نبی کریمؐ کی زبانی بار بار یہ تذکیر و تلقین اللہ کے بندوں کے ذہن نشین کرائی گئی کہ جو لوگ دین کے فروغ و اشاعت اور غلبہ و کامرانی کے مقدس مشن میں لگے رہتے ہیں انھیں نصرت الٰہی کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المومن ۴۰: ۵۱) یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں۔ نبی کریمؐ کی زبانی ان بندگان خدا کو بشارت دی گئی ہے جو تقویٰ کی شاہراہ پر گامزن رہتے ہیں اور تمام معاملات و مسائل میں حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ فرمایا گیا: قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ، (الزمر ۳۹: ۱۰) (اے نبیؐ) کہو کہ میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لیے بھلائی ہے۔ مندرجہ بالا قرآنی تعلیمات اس موقف کی وضاحت کرتی ہیں کہ دنیا یا سامان دنیا سے متمتع ہونا معیوب نہیں ہے بلکہ اس عارضی دنیا کی یہ زوال آشنا مسرتیں بھی بندہ مومن کے لیے خدائے ذوالجلال کا قیمتی عطیہ ہیں۔ لیکن قرآنی احکام و فرامین یہ صداقت بھی آشکار کر دیتے ہیں کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے: وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (العنکبوت ۲۹: ۶۴) اصل زندگی کا گھر تو دار آخرت ہے۔ آخرت کی پایدار زندگی سے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔ (الاعلیٰ ۸۷: ۱۷) حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ چونکہ آخرت کی زندگی ہی قطعی اور

حتمی زندگی ہے اور خدا کی خوشنودی کا حصول ہی ایک مومن کی معراج ہے اس لیے اسی زندگی کے لیے فکر مندی کی ضرورت ہے۔ اخروی زندگی قرآن پاک کا وہ اہم موضوع ہے جسے جگہ جگہ دلائل و براہین کے ذریعے عام انسانوں کو بالعموم اور مومنین کو بالخصوص ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ سورۃ الحشر میں اہل ایمان سے خطاب ہوتا ہے: یَٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ، (الحشر ۵۹ : ۱۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔

دونوں جہاں کی سعادت و کامرانی کے حصول کے لیے جو چیز سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہے تقویٰ یا خشیت الٰہی۔ یہی تقویٰ جب دل کی دنیا پر حکمرانی کرنے لگے تو ایک انسان چاہے دن کی روشنی میں ہو یا رات کی تاریکی میں، گھر کی چار دیواری میں ہو یا آبادی سے دور کسی بیابان اور ویرانے میں، چوراہوں اور شاہ راہوں پر ہو یا رزم گاہوں اور بزم گاہوں میں، وہ منکرات و سیئات کا باغی بن جاتا ہے اور خیرات و حسنات کلیپامی بن کر اعمال حسنہ کا جویا ہو جاتا ہے۔ وہ اس ایمان و ایقان کی نعمت سے بہرہ ور ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت دیکھ رہی ہو یا نہیں لیکن اس کا مالک حقیقی اس کی حرکت پر نظر رکھتا ہے، اس لیے شب و روز کے تمام معمولات و مشغولیات میں وہ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تقویٰ ایک جامع لفظ ہے۔ یہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور مجاہدہ فی سبیل اللہ بالاموال والانفس جیسی تمام کلیات دین پر مشتمل ہے۔ سورۃ الصف میں کامیابی کا یہ تین نکاتی پروگرام پیش کیا گیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ ان عوامل و محرکات پر کاربند ہو جایا جائے تو ایک مومن حقیقی کامیابی کی معراج حاصل کر لیتا ہے، وہ جنت کے باغات میں بہترین قیام گاہوں کا مستحق بن جاتا ہے اور دنیا کی نوازشوں کا بھی اہل قرار پاتا ہے۔

اللہ و رسول پر ایمان حلقہ اسلام میں شمولیت کے لیے شرط اولین ہے، وہ کلمہ حق کے مقدس اور انقلابی بول کی شکل میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ایمان و اعتراف اور وثوق و اعتماد کے ساتھ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے۔ باطل خداؤں کا انکار کر کے خدا کی شان وحدانیت اور محمد عربیؐ کی رسالت اپنی دنیائے دل میں بسا لیتا ہے۔ اس طرح ایک مومن مسلم کی حیثیت سے حق گوئی و بے باکی اس کا شعار بن جاتا ہے، اور اس کی نگاہ ہر شعبہ زندگی میں خدا پرستانہ ہو جاتی ہے۔ اس کا طریقہ زندگی مصطفویؐ ہوتا ہے۔ جہاں بھی وہ رہتا ہے ایک موحد کی شان سے رہتا ہے۔ دعوت و تبلیغ کی راہ میں اعتراضات و اختلافات اور مصائب و مشکلات اس کے پایہ استقلال میں لغزش کا سبب نہیں بنتیں بلکہ وہ عزم و استقلال کا پیکر بن کر، سیرت مطہرہؐ کو اسوہ زندگی بنا کر آلام و مصائب کی وادیوں کو سر کرتا چلا جاتا ہے۔

ہمہ وقت اور ہر لحظہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے مقدس اور حیات آفریں پیغام سے اس کا قلب و جگر معمور رہتا ہے۔ قرآن و سنت سے عشق و محبت کے باب میں حجۃ الوداع کے موقع پر سرور عالمؐ کی وصیت اس کے لیے قندیل بن جاتی ہے۔ چنانچہ وہ اس عالم آب و گل میں غلبہ دین کے محبوب مشن سے عشق کا ثبوت دیتے ہوئے شاعر کے اس کلام کی تاویل و تفسیر بن جاتا ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد بندہ مومن کے فوز و فلاح کے لیے تیسرا عظیم سرمایہ ہے جہاد فی سبیل اللہ، جان و مال سے۔ فرمان باری تعالیٰ کے مطابق دین اسلام دوسرے تمام ادیان و مذاہب پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الفتح ۴۸:۲۸) وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے۔ اس عظیم المرتبت اور گراں بار مشن کی تکمیل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول جہاں ناگزیر اور اہم ترین سرمایے کی حیثیت رکھتے ہیں وہیں مالوں اور جانوں سے جہاد کرنا بھی عظیم اور مقدس سرمایہ ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جس قوم نے بھی مال و دولت کی فراہمی اور عیش و عشرت کے حصول کو اپنا مقصد زندگی بنایا وہ قوم اس طرح قعر مذلت میں گری کہ تاریخ کے صفحات میں محض درس عبرت بن کر رہ گئی۔ فرانسیسیوں کی ہزیمت و پسپائی ہو یا روم و ایران کی تباہی و بربادی یا پھر عہد عباسی میں مسلمانوں کی شوکت و عظمت کا زوال، ان تمام بربادیوں میں دنیا پرستی اور عیش کوشی کی حقیقت ناطق نظر آتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقیقی کامیابی کے حصول کے لیے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کو قابل قدر اور موثر حربہ قرار دیا ہے تو اس میں یہ مصلحت پوشیدہ ہے کہ داعیان اسلام ایک طرف اللہ کی راہ میں مال و دولت کو خرچ کر کے اور دوسری طرف رضائے الٰہی سے والہانہ عشق کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت آنے پر اپنی جانیں بھی جان آفریں کے حوالے کر دینے سے گریز نہ کریں۔ قرآن پاک کی یہ بشارت ان کی تمنائے سرفروشی کو شہ دیتی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ ۹:۱۱۱) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ اس عارضی دنیا کی مسرت و شادمانی کے حصول کی فکر و جستجو اور موت سے وحشت دراصل کسی قوم کی معنوی عظمت و وقار میں گھن کی طرح ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ مرض جب کسی قوم یا جماعت کو لاحق ہو جاتا ہے تو زوال و انحطاط اس کا مقدر بن جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ جب اس کے معنوی وجود کا وقار و عظمت بھی پیوند خاک

ہو جاتا ہے۔

امت مسلمہ اگر زندہ امت یا جماعت ہے، وہ زندگی چاہتی ہے اور حقیقی کامیابی کے گوہر مقصود کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اللہ کے فرمان کے مطابق مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد فی سبیل اللہ کے طریق پر گامزن رہنا ہو گا۔ دنیا کی جاہ و حشمت کو ٹھکرا کر حق و باطل کی معرکہ آرائی میں جاں فروشی کی نیک تمنا اور جذبہ صادق سے دلوں کی دنیا کو مزین کرنا ہو گا۔ امت مسلمہ کی ذلت و رسوائی اور ہلاکت و ادبار نیز اس کے اسباب و وجوہات کی تصویر کشی رسالتمآبؐ کی اس مقدس فرمان کی روشنی میں بھی ہو جاتی ہے: عنقریب تم پر وہ وقت آئے گا جب ہر سمت سے دوسری قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسولؐ کیا اس دن ہم لوگ تعداد میں کم ہوں گے؟ نبی کریمؐ نے فرمایا: تم لوگ اس دن تعداد میں زیادہ ہو گے لیکن سیلابی جھاگ کی طرح (بے قیمت و بے وزن) ہو جاؤ گے۔ تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھاری ہیبت نکل جائے گی اور تمھارے دلوں میں بزدلی گھر کر جائے گی۔ ایک صحابیؓ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے پوچھا بزدلی یا پست ہمتی کس وجہ سے آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت (اس بزدلی کی) وجہ ہے۔ مرد مومن جب ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے ہتھیاروں سے لیس ہو جاتا ہے تو وہ اصل اور ابدی کامرانی کے حصول کا پروانہ پالیتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس کی یہ عارضی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور اس غیر مستقل اور زوال آشنا دنیا کے اندر غربت و افلاس اور ذلت و محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ قرآن ایک طرف ترک دنیا کو منافی اسلام عمل قرار دے کر دنیا کے حصے کو فراموش نہ کرنے کی تلقین کرتا ہے تو دوسری طرف علمبرداران اسلام کو عزت و سربلندی، غلبہ و کامرانی اور حکومت و سلطنت کی ضمانت دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے، مگر یہ منافقین جانتے نہیں ہیں۔ (المنافقون ۶۳: ۸)۔ جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔ (النحل ۱۶: ۹۷)۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمھیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح۔ اے نبیؐ اہل ایمان کو بشارت دے دو۔ (الصف ۶۱: ۱۳)

فرمان الٰہی ملاحظہ فرمایئے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، (النور ۲۴: ۵۵) اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل

کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ' ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے ' اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بندہ مومن کو دونوں جہانوں کی کامیابی سے متعلق یہ ضمانت صرف تعلیمات و نظریات کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ ہمارے سامنے ایک عملی نمونہ موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگیاں جب ایمان باللہ ' ایمان بالرسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مرکز و محور پر استوار ہوئیں تو انھیں اسی دنیا کے اندر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ کے مبارک الفاظ کی شکل میں ابدی کامیابی کا پروانہ مل گیا اور دوسری طرف عزت و عظمت ' جاہ و حشمت و تمکنت جیسی خداداد نوازشوں کی شکل میں اسی دنیا کے اندر ان پر باران رحمت کا نزول ہوا۔

دنیا و مافیہا اور آخرت کے دوسرے نقطہ ہائے نظر کے مقابلے میں اسلام اعتدال و حکمت کی شاہراہ مستقیم پر گامزن نظر آتا ہے۔ دنیا نہ ہی مصائب و آلام کا مسکن ہے اور نہ ہی اصل مقصود۔ آخرت کی زندگی ہی دراصل ابدی اور لازوال ہے۔ یہاں کی مسرتوں کو زوال و فنا نہیں ہے۔ اس لیے اس اصل اور حقیقی کامیابی کے لیے ہی فکر مند ہونا چاہیے۔ اگر ایک بندہ خدا ' اللہ و رسول پر ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے بیش قیمت سرمایوں کو ابدی زندگی کی فوز و فلاح کے حصول کے لیے لگا دیتا ہے تو وہ رضائے الٰہی کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور دنیوی خیر و حسن اور فوز و فلاح بھی اس کے قدم چوم لیتی ہے۔

امریکہ و کینیڈا میں ماہنامہ ترجمان القرآن و روزنامہ جسارت اور دیگر تحریکی رسائل حاصل کرنے کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کیجیے۔

Islamic Education & Media

730 E 10St GF Brooklyn NY 11230 (718) 421 - 5428